گیارہویں کیا ہے؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترتیب
خلیل احمد رانا

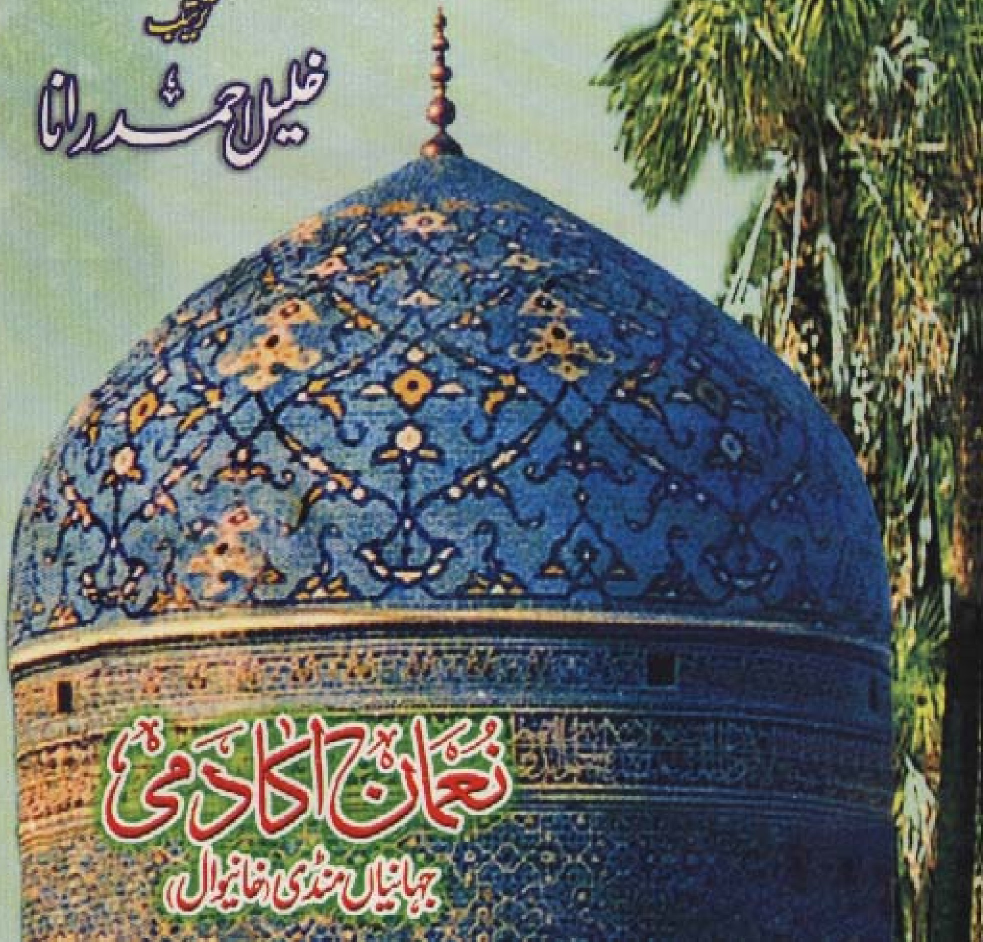

نعمان اکادمی
جہانیاں منڈی (خانیوال)

گیارہویں کیا ہے؟

ترتیب

خلیل احمد رانا

نعمان اکادمی
جہانیاں منڈی (خانیوال)

فہرست مشمولات

۱	گیارہویں کیا ہے؟	۴
۲	گیارہویں صالحین کی نظر میں	۶
۳	ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارہویں جائز ہے مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کا فتویٰ	۱۰
۴	مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تعین یوم	۱۱
۵	تعین تاریخ کے متعلق علمائے دیوبند کے پیرومرشد کا فیصلہ	۱۳
۶	تفسیری عزیزی کی عبارت کا جواب	۱۵
۷	بزرگوں کے ایصالِ ثواب کی چیز پر نذر اولیاء کا اطلاق	۲۳
۸	چند اعتراضات کے جوابات	۲۸
۹	لفظ غوثِ اعظم پر اعتراض کا جواب	۳۰
۱۰	بزرگوں کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا	"
۱۱	مناظرہ گیارہویں شریف روئیداد	۶۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی وسلم علی رسولہ الکریم

گیارہویں کیا ہے؟

قرآن وحدیث میں مسلمان فوت شدگان کے لئے ایصالِ ثواب کی ترغیب دی گئی ہے' لیکن ایصالِ ثواب کے لئے کسی ایک طریقہ کو خاص نہیں کیا گیا بلکہ اس عمل کو مختلف انداز میں اپنانے کی اجازت اور رخصت دی گئی ہے۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ صدقات وخیرات اور دیگر حسنات کے علاوہ ہر نیک عمل کا ثواب فوت شدگان کو پہنچایا جا سکتا ہے' راستے میں پڑے ہوئے پتھر یا کانٹوں کو لوگوں کے آرام کی غرض سے ہٹا دینا اور یہ نیت کر لینا کہ اے اللہ میرے اس عمل کا ثواب فلاں فوت شدہ کو پہنچے تو درست ہے' ایصالِ ثواب کے لئے کوئی ایک طریقہ مخصوص سمجھنا نادانی اور جہالت ہے' یہی وجہ ہے کہ مسلمان ابتداء ہی سے مختلف انداز میں ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے رہے' کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے' موجودہ دور میں ایصالِ ثواب کے پروگرام مختلف ناموں سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں جن میں ایک نام ''گیارہویں شریف'' کا بھی آتا ہے' حضور غوثِ اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے عقیدت ومحبت کی وجہ سے ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو مسلمان اکیلے یا اکٹھے ہو کر آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں' گیارہ تاریخ کو ایصالِ ثواب کرنے کی وجہ سے اس ایصالِ ثواب کا نام گیارہویں مشہور ہو گیا ہے' ایصالِ ثواب قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے' نام بدلنے سے کوئی خرابی نہیں آتی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تعلیم گاہ کا نام صفہ تھا' اب اس کے کئی نام ہیں مثلاً مدرسہ' مکتب' اسکول وغیرہ' گیارھویں کا ایصالِ ثواب کے علاوہ کوئی اور مطلب اور مفہوم نہیں' باقی ہر قسم کے اعتراضات' شکوک وشبہات من گھڑت اور بے بنیاد باتیں ہیں۔

مسلمانانِ اہلِ سنت اس ایصالِ ثواب کو فرض' واجب اور سنت نہیں سمجھتے' نہ ہی اہلسنت

کے کسی معتبر و مستند عالم دین کی تحریر میں ایسا ملے گا' اہلسنّت صرف اسے مستحسن یعنی ایک اچھا فعل سمجھتے ہیں اور کسی مسلمان بزرگ کو ایصالِ ثواب کرنا اچھا فعل ہی ہے' برا کام تو نہیں' باقی جھوٹے الزامات لگا کر مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کرنا اچھا نہیں مثلاً حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد ایڈیٹر ہفت روزہ الاعتصام' لاہور اپنی کتاب ''قبر پرستی'' میں لکھتے ہیں!

''گیارہویں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خوشنودی کے لئے کی جاتی ہے اور اس میں یہ عقیدہ کارفرما ہوتا ہے کہ گیارہویں سے حضرت پیر صاحب خوش ہوں گے' جس سے ہمارے کاروبار میں ترقی ہوگی' ہماری حاجات پیر صاحب پوری فرمائیں گے اور اگر ہم نے گیارھویں میں کوتاہی کی تو پیر صاحب ناراض ہوں گے' جس سے ہمارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا اور ہماری حاجات پوری ہونے سے رہ جائیں گی۔''

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور شمارہ ۱۹-اکتوبر ۱۹۸۷ء)

(صلاح الدین یوسف' قبر پرستی' مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء' ص ۱۴۶)

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے مومن کے حق میں بدگمانی حرام ہے' قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ.

(سورہ الحجرات:۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! کثر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے!

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔

(بخاری شریف جلد ۲' ص ۸۹۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

بدگمانی سے دور رہو بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے!

افلا شققت عن قلبه حتی تعلم اقالها ام لا۔

(مسلم شریف جلد۲، ص ۳۲۶)

ترجمہ: تو نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے کلمہ کہا ہے یا نہیں)

گیارہویں صالحین کی نظر میں

برصغیر پاک و ھند میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ گیارہ ربیع الثانی مشہور ہے، اہلسنت ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو آپ کے عرس یعنی یومِ وصال کے دن آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں، بعض بزرگوں کے نزدیک آپ کے وصال کی تاریخ نو ربیع الثانی ہے وہ ہر سال نو ربیع الثانی کو آپ کے عرس کے دن ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔ برصغیر پاک و ھند میں ہر اسلامی ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جاتا، یعنی ایصالِ ثواب کرنے میں کوئی بندش نہیں ہے چاہے ہر سال ایصالِ ثواب کیا جائے، چاہے ہر مہینہ، چاہے ہر روز کیا جائے اسلام میں سال کے سارے دنوں میں ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "ماثبت من السنۃ" میں لکھتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد شیخ عبدالوھاب متقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نو ربیع الثانی کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے تھے" "بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ھندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔"

(ماثبت من السنۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، (عربی، اردو) مطبوعہ لاہور، ص ۳۱۹)

(اس حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۳۳، ۳۴)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب "زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین" میں لکھتے ہیں:

"حضرت غوث پاک کا عرس نویں ربیع الآخر کو کیا جاتا ہے، بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہی صحیح تاریخ ہے، اگرچہ ہمارے دیار میں گیارھویں تاریخ مشہور ہے۔"

(زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین' از شیخ عبدالحق محدث دہلوی' اردو ترجمہ مطبوعہ کراچی' ص ۱۲۵)

(اس حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۳۵'۳۶)

گیارہ ربیع الثانی کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا عرس منانا بزرگوں کا معمول رہا ہے' چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''اخبار الاخیار'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۹۷ھ) ربیع الثانی کو حضرت غوث پاک کا عرس کرتے تھے۔

(اخبار الاخیار' از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (اردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی' ص ۴۹۸)

''شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ غیر مقلدین کی نظر میں''

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد (المتوفی ۱۳۰۷ھ۔۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں!

''ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد ہی سے علم حدیث معدوم تھا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین میں اپنا فضل واحسان کیا اور یہاں کے بعض علماء جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو اس علم سے نوازا' شیخ ہندوستان میں علم حدیث کو لانے اور اس کے باشندوں کو اس کا فیض عام کرنے والے پہلے شخص ہیں۔''

(دو روشن ستارے از عبدالرشید عراقی' غیر مقلد' مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء ص ۹۰' بحوالہ ''الحطہ فی ذکر صحاح الستہ از مولوی صدیق حسن خاں' ص ۷۰)

مولوی مسعود عالم ندوی غیر مقلد (المتوفی ۱۳۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

''ان (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کی ذات سے شمالی ھند میں علم حدیث کو زندگی ملی اور سنت نبوی کا خزانہ ہر خاص و عام کے لئے عام ہوگیا ...... ہم آج ان کے شکرگزار ہیں اور ان کی علمی خدمات کا دل سے اعتراف کرتے ہیں۔''

(دو روشن ستارے از عبدالرشید عراقی مطبوعہ لاہور' ص ۹۱' بحوالہ الفرقان لکھنو شاہ ولی اللہ نمبر ص ۳۷)

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھتے ہیں!

''مجھ عاجز کو آپ کے علم و فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے' آپ کی کئی تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن

سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔"

(مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' تاریخ اہل حدیث' مطبوعہ مکتبہ الرحمٰن سرگودھا (پنجاب) ص ۲۷۴)

حجتہ اللہ سراج الھند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ گیارھویں کے متعلق فرماتے ہیں!

"حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارھویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے' نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوثِ اعظم کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے' مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے' اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی' اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی' تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔"

(ملفوظات عزیزی' فارسی' مطبوعہ میرٹھ۔ یوپی۔ بھارت' ص ۶۲)

(اس حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۳۹' ۴۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علماء دیوبند و غیر مقلدین کی نظر میں

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں!

"شاہ عبدالعزیز بن شیخ اجل ولی اللہ محدث دہلوی بن شیخ عبدالرحیم عمری رحمہم اللہ استاذ الاساتذہ' امام نقاد' بقیۃ السلف' حجۃ الخلف اور دیار ھند کے خاتم المفسرین و محدثین اور ...... اپنے وقت میں علماء و مشائخ کے مرجع تھے' تمام علوم متداولہ اور غیر متداولہ میں خواہ فنون عقلیہ ہوں یا نقلیہ' ان کو جو دستگاہ حاصل تھی وہ بیان سے باہر ہے۔"

(نواب صدیق حسن خاں' اتحاف النبلاء' مطبوعہ کانپور ۱۲۸۷ھ' صفحہ ۲۹۶)

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں!

"بڑے بڑے علماء آپ کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں اور فضلاء آپ کی تصنیف کردہ کتابوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔"

(محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' تاریخِ اہل حدیث' مطبوعہ سرگودھا سن طباعت ندارد' ص ۲۸۸)

مولوی محمد سرفراز خاں گکھڑوی (گوجرانوالہ) لکھتے ہیں!

''بلاشبہ مسلک دیوبند کے جملہ حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں' بلاشبہ دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکمِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔''

(محمد سرفراز خاں صفدر' اتمام البرہان' حصہ اول مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء' ص ۱۳۸)

حضرت شیخ عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' یہ تمام بزرگ دین اسلام کے عالم فاضل تھے' اور ان کا شمار صالحین میں ہوتا ہے' ان بزرگوں نے گیارھویں شریف کا ذکر کر کے کسی قسم کا شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں دیا' اب ہم غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری کے فتوے نقل کرتے ہیں جن میں انہوں نے صالحین کے طریقہ کار کو جائز اور درست بتایا ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد سے سوال کیا گیا کہ چینی کی رکابیوں (پلیٹوں) پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں' یہ درست ہے یا نہیں؟

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ ''آیات قرآنی کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز لکھا ہے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۴ محرم ۶۲ ۱۳ھ)

ایک اور سوال مولوی صاحب سے کیا گیا کہ ''جو لوگ تعویذ وغیرہ لکھ کر باندھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (سائل میر عظمت اللہ۔ مدارس)

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ تعویذ کا مضمون اگر قرآن و حدیث کے مطابق ہو یعنی شرکیہ نہ ہو تو بعض صلحاء بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز کہتے ہیں۔

اللہ اعلم (اہل حدیث ۲۹ محرم ۶۲ ۱۳ھ)

(اصل حوالوں کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۱' ۴۲)

الحمد للہ ان دونوں فتوؤں سے ثابت ہوا کہ جس کام کو صلحاء یعنی نیک لوگ جائز سمجھیں وہ کام جائز ہے' شرک و بدعت اور ناجائز نہیں ہے' حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارھویں یعنی آپ کے لئے ایصالِ ثواب کو صالحین نے جائز سمجھا ہے' تو ان کے فیصلہ کو

ماننا چاہیے امت مسلمہ پر شرک و بدعت کے فتوے لگا کر تفرقہ بازی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ایصالِ ثواب سے متعلق مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد سے ایک سوال کیا گیا کہ ''میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہ ہیت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ ''بہ نیت نیک جائز ہے اگرچہ ہیت کذائی سنت سے ثابت نہیں' میت کے حق میں سب سے مفید تر اور قطعی ثبوت کا طریق استغفار (بخشش مانگنا) ہے۔

(اصل حوالے کا عکس دیکھیے صفحہ نمبر ۴۳)

اہلسنّت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں وہ نیک نیت سے ہی اکٹھے ہو کر قرآن خوانی اور صدقہ خیرات کرتے ہیں' بقول مولوی ثناء اللہ غیر مقلد کہ چاہے ایصالِ ثواب کی یہ شکل سنت نبوی سے ثابت نہ بھی ہو پھر بھی جائز ہے۔

(مولوی ثناء اللہ امرتسری کے یہ تینوں فتوے' فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم مطبوعہ لاہور ص ۲۸ اور ص ۵۱ پر درج ہیں' ان فتووں کا کتاب کے آخر میں دیکھیے

''ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں جائز ہے''

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کا فتویٰ

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے سوال کیا گیا کہ ''کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کے مسلم لائبریری کا ہوا جس میں مولوی حاجی غلام محمد شملوی نے لکچر دیا' دوران تقریر میں گیارھویں اور بارھویں میں برائے ایصالِ ثواب غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانا جائز کہا ہے' آپ اس کے عدم ثبوت کے دلائل پیش کریں۔

مولوی صاحب جواب میں کہتے ہیں کہ ''گیارھویں بارھویں کی بابت فریقین میں اختلاف صرف اتنی بات میں ہے کہ مانعین اس کو لغیر اللہ سمجھ کر ما اھل لغیر اللہ میں داخل کرتے ہیں' اور قائلین اس کو لغیر اللہ میں نہیں جانتے' مولوی غلام محمد صاحب نے دونوں کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہوگی کہ گیارھویں بارھویں کا کھانا بغرض ایصالِ ثواب کیا

جائے یعنی یہ نیت ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں، اس صورت میں واقعی اختلاف اٹھ جاتا ہے، ہاں نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی دعوت کو گیارھویں بارھویں کہیں یا نذر اللہ کہیں، اس میں شک نہیں کہ شرع شریف میں گیارھویں بارھویں کے ناموں کا ثبوت نہیں، اس لئے یہ نام نہیں چاہئے، فقط دعوت للہ فی اللہ کی نیت چاہئے۔

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۴)

الحمد للہ اہلسنّت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائے، غیر مقلد اس کو گیارھویں نہ کہیں، ایصالِ ثواب کہہ لیں لیکن ایصالِ ثواب کریں تو سہی، یہ تو ایصالِ ثواب کرنے والوں پر بھی نکتہ چینی کرتے ہیں۔

”ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں جائز ہے“
مولوی رشید احمد گنگوھی دیو بندی کا فتوی

مولوی رشید احمد گنگوھی سے کسی نے سوال کیا کہ:

”ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارھویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غرباء اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز نذر لغیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارھویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحب اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب (ردولوی) کے، ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس غرض سے کہ یہ حضرات کیا کرتے تھے، ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کرے گا سوائے اللہ جل شانہٗ وہ حرام ہے کبھی حلال نہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارھویں یا توشہ (شاہ عبدالحق ردولوی چشتی) کا کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت بھی ہے یا نہیں اور اس کھانے کو مسلمان ذین دار تناول فرمائیں یا نہیں؟“

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں!

”ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں کو توشہ کرنا درست ہے، مگر تعین یوم و تعین

طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے' اگرچہ فاعل اس تعین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت کا ہوتا ہے' لہٰذا تبدیل یوم و طعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ' مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۶۴)

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۵'۴۶)

دیوبندی مکتبہ فکر کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ تسلیم کر لیا کہ ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں کرنا درست ہے' رہا اعتراض تعین یوم اور تعین طعام کا' تو عرض ہے کہ اہلسنّت تو سہولت کے پیش نظر دن مقرر کرتے ہیں' اسے تعین عرفی کہتے' اس کے متعلق یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ ایصالِ ثواب صرف گیارہ تاریخ کو ہی کیا جائے' اس دن کے علاوہ نہ کیا جائے اور یہ اعتقاد بھی نہیں رکھتے کہ گیارہ تاریخ سے آگے پیچھے کسی اور تاریخ کو ثواب نہیں پہنچتا۔

ہر دن ہر تاریخ کو ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے' گیارھویں یعنی ایصالِ ثواب چاہے بارہ تاریخ کو کریں' چاہے دس تاریخ کو کریں' کسی بھی تاریخ کو کر لیں' گیارہ تاریخ کو ایصالِ ثواب کرنا بھی منع نہیں' دراصل ان لوگوں کو لفظ ''گیارھویں'' سے چڑ ہے اور کوئی بات نہیں اور یہ خواہ مخواہ کی چڑ اور ضد ہے۔ اس بے عقلی کا کوئی علاج نہیں' اللہ کریم ہی ہدایت فرمائے۔

رہا تعین طعام تو یہ بھی فضول اعتراض ہے' آپ جو مرضی ہو پکا لیں یا آپ کچھ نہ پکائیں' کسی کھانے کا اہتمام نہ کریں صرف الحمد شریف اور سورہ اخلاص یا جتنا بھی قرآن کریم پڑھ سکیں' اس کا ایصالِ ثواب کر دیں' مگر سچ بات تو یہ ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے' صرف اعتراض ہی اعتراض ہے۔

کسی جائز کام کے لئے دن تاریخ مقرر کرنے کا مقصد محض یہ ہوتا ہے کہ مقررہ دن پر سب لوگ جمع ہو جائیں گے اور مل کر یہ کام کریں گے' اگر کوئی وقت مقرر نہ ہو تو بخوبی یہ کام نہیں ہوتے' محض سہولت کے لئے ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کی جاتی ہے' تاکہ دوست احباب کو ہر ماہ اطلاع نہ کرنی

پڑے' تاریخ مقرر کرنے سے یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ اس تاریخ سے آگے یا پیچھے کسی تاریخ کو ثواب نہیں پہنچتا یا اس تاریخ کے علاوہ کسی دوسرے دن ایصالِ ثواب کرنا جائز نہیں' سال کے سارے دن ثواب کے لئے جائز ہیں' اکثر جگہ گیارہ تاریخ کے بجائے دوسری تاریخوں میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے' مگر اس ایصالِ ثواب کو اس دن بھی گیارھویں ہی کہتے ہیں' مقصد تو ایصالِ ثواب ہے۔

تعین تاریخ کے متعلق علمائے دیوبند کے پیر و مرشد کا فیصلہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

''رہا تعین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو تو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا' اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکور کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔''

(فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ مجتبائی کانپور' ص ۶)

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۷' ۴۸)

تعین یوم کے بارے میں غیر مقلدین یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اللہ اور رسول اللہ نے جس بات کا تعین کر دیا وہی درست ہے' اپنی طرف سے کسی کام کے لئے کوئی وقت' دن اور تعداد مقرر کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اہلسنت اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ تعین شرعی نہیں ہوتا بلکہ یہ تعین عرفی ہوتا ہے' لیکن غیر مقلدین اپنی جہالت کی وجہ سے اس وضاحت کو نہیں مانتے اور اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں' درج ذیل میں غیر مقلدین کے تحریر کردہ ایک عمل کے لئے وقت اور تعداد مقرر کرنے کے بارے میں ایک حوالہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد مولوی محمد صادق سیالکوٹی کی مشہور کتاب ''صلوٰۃ الرسول'' جو کہ غیر مقلدین کے گھروں میں عام پائی جاتی ہے۔ اس میں آیت کریمہ ''لا الــــــه الا انــــت

سبحنک انی کنت من الظالمین" کے تین عمل درج ہیں' پہلے عمل کے متعلق لکھتے ہیں کہ "ایک طریق تو یہ ہے کہ ہر روز رات کو بعد نماز عشاء ایک ہزار بار پڑھیں اول آخر تین تین بار درود شریف' بارہ روز تک پڑھیں' (اگر کام نہ ہو تو) چالیس روز پڑھیں۔"

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چالیس روز میں سوا لاکھ بار پڑھیں۔ ہر روز تین ہزار ایک سو پچیس بار پڑھیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ نماز عشاء کے بعد تاریک مکان میں بیٹھ کر ایک پانی کا پیالہ بھر کر آگے رکھ لیں اور دعا تین سو بار پڑھیں' ہر سو بار پڑھنے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتے رہیں' جب پڑھ چکیں تو اکتالیس بار درود شریف پڑھیں' اسی طرح اکتالیس روز تک یہ عمل کریں۔

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۹' ۵۰' ۵۱)

غیر مقلدین سے سوال ہے کہ آیت کریمہ پڑھنے کے ان تین طریقوں میں وقت' تعداد اور دنوں کا جو تعین ہے یہ تعین شرعی ہے یا تعین عرفی ہے اور یہ تعین قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے اگر قرآن میں نہیں تو حدیث کی کس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ طریقہ منقول ہے؟ ان طریقوں میں لکھا ہے کہ اس عمل کو چالیس یا اکتالیس روز پڑھیں یہ مخصوص دنوں کی پابندی کیوں رکھی گئی ہے۔ اور گیارھویں کے ساتھ لفظ "شریف" کہنے پر اعتراض کرنے والوں سے یہ بھی سوال ہے کہ اس عمل میں لفظ درود کے ساتھ شریف کا لفظ کس حدیث سے ثابت ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا' لوگوں نے عرض کیا کہ روزانہ وعظ فرمایا کیجئے' فرمایا تم کو تنگی میں ڈالنا مجھ کو پسند نہیں۔ (مشکوۃ باب العلم)

معلوم ہوا کہ محض سہولت کے لئے دن مقرر کر لینا شریعت میں منع نہیں' دن تعین کرنے کی دو قسمیں ہیں' تعین شرعی اور تعین عرفی۔

تعین شرعی اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کر لیتا ہے اور

یہ سمجھتا ہے کہ اس دن کے علاوہ ایصالِ ثواب نہیں ہوسکتا یا جو ثواب اس وقت میں ہے وہ کسی اور وقت میں نہیں ہوسکتا' تو یہ تعین شرعی ہوگا' اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں' تعین شرعی شارع کی طرف سے ہی ہوسکتا ہے' کسی شخص کو اپنے طور پر مقرر کرنے کا کوئی حق نہیں۔

تعین عرفی اسے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بعض سہولتوں کے پیش نظر کوئی دن یا وقت ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کرلیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دوسرے وقتوں میں بھی ایصالِ ثواب ہوسکتا ہے اور تمام اوقات میں ثواب یکساں پہنچتا ہے تو یہ تعین عرفی ہے' اسے ناجائز کہنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

''ایک شُبہ کا ازالہ''

گیارھویں کے متعلق کسی ذہن میں یہ شبہ آ سکتا ہے کہ جب کسی چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے تو وہ حرام ہو جاتی ہے' کیونکہ قرآن میں ہے ''وما اھل بہ لغیر اللہ ''یعنی جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام ہے' تو جس صدقہ خیرات کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ حضور غوث پاک کے لئے ہے' وہ اس آیت کی رو سے حرام ہے۔

''وما اھل بہ لغیر اللہ'' کی تفسیر

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تفسیر عزیزی'' کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کردی ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو' محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے جانور حرام نہیں ہو جاتا' ذیل میں علامہ کاظمی کے رسالہ مبارکہ ''تصریح المقال فی حل امر الاہلال'' سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

''حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں انواع شرک کے تحت

مشرکین کے چند فرقے شمار کیے ہیں' ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے' اس کے متعلق محدثِ دہلوی نے فرمایا! چوتھا گروہ پیر پرست ہے' جب کوئی بزرگ کمال ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے' جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنالے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل تام کرے (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے)

''یا در مکان نشست و برخاست اؤ یا بر گوراو سجود و تذلل تام نماید۔''

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور اس کے حق میں دنیا اور آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔

(تفسیر عزیزی فارسی مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۲۷)

یہ گروہ واقعہ مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا' علامہ ابن عابد بن شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''العبادة عبارة عن الخضوع والتزلل''

ترجمہ: خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں۔

(ردالمختار (عربی) مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۵۷)

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہلسنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں حالاں کہ عامۃ المسلمین عبادت اور انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مانتے ہیں کسی دوسرے کے لیے نہیں' حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمتہ کا روئے سخن اس گروہ مشرکین کی طرف ہے' ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدو وغیرہ کے لیے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے پھر اسی نیت کے تحت شیخ سدو وغیرہ کے لیے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے تھے' ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا' کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے' حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کے لیے تین دلیلیں پیش کی ہیں۔

پہلی دلیل: یہ حدیث ہے "ملعون من ذبح لغیر اللّٰہ" ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا۔ اس حدیث میں صراحۃً لفظ ذبح مذکور ہے۔

دوسری دلیل: عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے "وجان ایں جانور ازاں عیر قرار دادہ کشتہ اند۔" یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

نمبر۱: جانور کی جان غیر کے لیے مملوک قرار دی۔

نمبر۲: اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لیے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔

تیسری دلیل: تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: کہ علماء کا اس پر اتفاق حی کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا زبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت میں بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے' ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ محض کسی اللہ تعالیٰ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے جانور حرام ہوتا ہے اور یہی تمام امتِ مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے "اھل کا ترجمہ اگر چہ اصل لغت کے اعتبار سے یہ کیا ہے کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو لیکن اس سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو چنانچہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورہ بقر میں وما اھل بہ لغیر اللّٰہ بہ بغیر اللہ سے پہلے ہے جب کو سورہ مائدہ' انعام اور نحل میں لغیر اللہ پہلے ہے اور بہ موخر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باء فعل کو متعدی کرنے کے لیے ہے اور اصل یہ ہے کہ باء فعل کے

ساتھ متصل ہو اور دوسرے متعلقات سے پہلے ہو اس جگہ تو باء اپنے اصل کے مطابق لائی گئی ہے دوسری جگہوں میں اس چیز کو پہلے لایا گیا ہے جو جائے انکار ہے۔ ''پس ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آمدہ''۔

ترجمہ: لہٰذا غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے آیا ہے۔''

(تفسیر عزیزی فارسی مطبوعہ دہلی ص ۶۱۱)

اب اگر اہل سے مراد ذبح نہیں ہی تو یہ کہنا کیسے صحیح ہو گا کہ سورہ بقر کے علاوہ باقی سورتوں میں غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے ہے حالانکہ باقی سورتوں میں بھی ذبح کا ذکر نہیں ہے بلکہ اہل ہی کا ذکر ہے ثابت ہوا کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک لغیر اللہ کا مرادی معنی غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا ہی ہے۔

مزید تائید کے لیے شاہ صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو سوال یہ ہے کہ حضرت سید احمد کبیر کے لیے نذر مانی ہوئی گائے حلال یا حرام؟ اس کے جواب میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''ذبیحہ کی حلت اور حرمت کا دارومدار ذبح کرنے والے کی نیت پر ہے اگر تقرب الی اللہ کی نیت سے یا اپنے کھانے کے لیے یا تجارت اور دوسرے جائز کاموں کے لیے ذبح کرے تو حلال ہے ورنہ حرام۔''

(فتاویٰ عزیزی فارسی مطبوعہ دہلی جلد ا ص ۲۱)

غور فرمائیں کہ حضرت سید احمد کبیر کے لیے نذر مانی ہوئی گائے کو انہوں نے حرام نہیں کہا اگر محض تشہیر اور نذر لغیر اللہ موجب حرمت ہوتی تو صاف کہہ دیتے کہ حرام ہے یوں نہ کہتے کہ ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر دارومدار ہے۔

شاہ صاحب اس جواب میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

''یعنی ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ وقت ذبح تک دائم و مستمر رہتی ہے۔''

(فتاویٰ عزیزی جلد ا ص ۴۴)

ثابت ہوا کہ صرف نیت تعظیم لغیر اللہ موجب حرمت نہیں جب تک کہ وہ نیت وقتِ ذبح تک دائم باقی رہے۔

اس مسئلہ میں یہی شاہ صاحب اسی فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں:

"جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کے لئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔ اور جب خون بہانا اللہ کے لئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔" (فتاویٰ عزیزی مطبوعہ مجتبائی دہلی' جلد ا ص ۴۷)

دیکھئے حلت وحرمتِ ذبیحہ میں کتنا روشن فیصلہ ہے' اس کے باوجود بھی اگر یہ کہا جائے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض تشہیر لغیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علت قرار دیتے ہیں' تو ایسا کہنا یقیناً شاہ صاحب پر افتراء عظیم ہوگا' ان کے نزدیک آیہ کریمہ "وما اہل بہ لغیر اللہ" کے مرادی معنی قطعاً یہی ہیں کہ جس جانور پر "عندالذبح اہلال بغیر اللہ" کیا جائے۔

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اولیاء کے لیے کوئی جانور نذر مانے ان سے کہا جائے کہ اس جانور کی بجائے گوشت لے کر اپنی نذر پوری کر دو' اگر وہ راضی ہو جائیں' تو وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ ہماری نیت غیر اللہ کے لیے خون بہانے کی نہ تھی' ورنہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ جھوٹے ہیں اور ان کی نیت یہی ہے۔ کہ غیر اللہ کی تعظیم کے لیے خون بہایا جائے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے مطابق اس زمانے میں بھی اسی معیار پر جواز وعدم جواز کا حکم لگانا چاہئے۔

اس شبہ کا ازالہ یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقرر کردہ معیار مذکور ان لوگوں کے حق میں تو درست ہو سکتا ہے جو قبور کی عبادت کرتے تھے اور خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گروہ مشرکین میں شمار کیا ہے' جیسا کہ اس سے قبل تفسیر عزیزی جلد اوّل ص ۱۲۷ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں' لیکن مسلمانوں کے حق میں یہ معیار کسی طرح درست نہیں ہو سکتا' نہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مومنین کے لیے یہ معیار بیان فرمایا ہے' اس لیے مومن از روئے قرآن شریف اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ "لن تنالوا البر حتی تنفقو مما تحبون (تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔) اور ظاہر ہے کہ پالے ہوئے جانور سے جو محبت ہوتی ہے' وہ خریدے ہوئے جانور یا گوشت سے نہیں ہو سکتی' اس لیے جو نیکی اور

ثواب پالے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے ایصالِ ثواب کرنے سے حاصل ہوگا۔ وہ اس کے علاوہ دوسری چیز سے نہیں ہوسکتا۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں کہ ہر ذبیحہ خوہ وہ اپنے کھانے کے لیے ذبح کیا جائے' یا بیچنے کے لیے یا قربانی کے لیے اس کے حلال اور پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کا خون خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے بہایا جائے اور ظاہر ہے کہ اللہ کا ذکر اور اس کی تعظیم کے لیے جو کام کیا جائے وہ نیکی اور اطاعت ہے' لہٰذا ہر وہ فعل ذبح (جس سے تعظیم خداوندی مقصود ہو) نیکی قرار پائے گا' اور ہر مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی نیکی کا ثواب کسی مسلمان کو بخش دے' لہٰذا صرف گوشت میں محض گوشت کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچے گا اور جانور ذبح کرنے میں گوشت کے علاوہ فعلِ ذبح کا جو ثواب ذابح کو ملا وہ بھی اس بزرگ کی روح کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اگر ان وجوہات کی بنا پر کوئی مسلمان جانور کے عوض گوشت لینے پر راضی نہ ہو' تو اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مومن معاذ اللہ ولی کی تعظیم و تقرب کے لیے جانور کا خون بہانے کی نیت رکھتا ہے' نیت فعلِ قلب ہے' جب باطن کا حال ہمیں معلوم نہیں تو ہم کس طرح مسلمان پر معصیت کا حکم لگا دیں' مومن کے حق میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔

یہ خلاصہ ہے حضرت غزالی زماں ضیغمِ اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث ملتانی قدس سرہ (المتوفی ۱۹۸۶ء) کی تحقیق کا' یاد رہے یہ گفتگو اس وقت ہے جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ عبارت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور اگر اس عبارت کو الحاقی قرار دیا جائے جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد شاہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے فرمایا تو پھر اس گفتگو کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

حضرت شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ محرم ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۶ء کو رام پور (یوپی۔ بھارت) میں پیدا ہوئے' ظاہری علوم کی تحصیل شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے کی' خرقہ خلافت شاہ غلام علی دہلوی علیہ الرحمہ سے پایا' اردو میں قرآن کی

تفسیر رؤفی لکھی، جس کا آغاز ۱۲۳۹ھ میں ہوا اور ۱۲۴۸ھ میں اختتام ہوا، حج کے لئے گئے تو یلملم کے قریب ۱۲۴۹ھ۔۱۸۳۳ء میں وصال ہوا، آپ شاہ ابوسعید مجددی دہلوی علیہ الرحمہ (م ۱۲۵۰ھ) کے خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، آپ نے تفسیر عزیزی کی اس عبارت کو الحاقی قرار دیا، لکھتے ہیں:

''جانا چاہئے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا، سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔

خود مولانا و مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں ما اھل کا معنی ما ذبح لکھا ہے، یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیوے سو حرام اور مردار کے جیسا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا سو کیونکر حرام ہوتا ہے۔

بعضے نادان تو حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز، حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا سو حرام ہے، واہ واہ کیا عقل ہے ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر نیاز فاتحہ کا کھانا بھی کھاتے ہیں۔''

(شاہ رؤف احمد، تفسیر رؤفی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۵ھ جلد ۱، ۱۳۹)

مسلمان اولیاء کرام و بزرگان دین کے ساتھ محبت وعقیدت رکھتے ہیں، مگر انہیں الٰہ نہیں مانتے، کسی قسم کا استقلال ذاتی ان کے لئے ثابت نہیں کرتے، نہ انہیں مستحق عبادت جانتے ہیں اور نہ واجب الوجود، محض عباد اللہ الصالحین سمجھتے ہیں اور جو جانور یا حصہ زراعت یا کوئی چیز از قسم نقد وجنس وغیرہ ان کے لئے مقرر کرتے ہیں، اس کو ان کا ہدیہ جانتے ہیں اور

وصال یافتہ بزرگوں کے لئے ایصالِ ثواب کی نیت کرتے ہیں' اس قصد و نیت کے ساتھ اگر وہ کسی جانور یا غیر جانور کو بزرگان دین کی طرف منسوب کر کے ان کے نام پر اسے مشہور بھی کر دیں' تب بھی جائز ہے اور وہ چیز حلال اور طیب ہے' اسے ما اھل بہ لغیر اللہ کے تحت لا کر حرام قرار دینا باطل محض اور گناہ عظیم ہے۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوروں کے درخت اور دودھ پینے کے جانور پیش کرتے تھے' جن کا ذکر احادیث صحیحہ میں مفصل موجود ہے اور اس میں بھی کسی مسلمان کو شک کرنے کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی خوشنودی اور تقرب رحمت و برکت کا موجب اور دفع بلیات و آفات کا باعث ہے۔

اسی طرح بعد از وفات بھی ایصالِ ثواب کے طور پر بزرگان دین کے لئے کسی چیز کا مقرر کرنا عہد رسالت میں پایا گیا ہے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا' کون سا صدقہ بہتر ہو گا' فرمایا پانی بہتر رہے گا' تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہہ دیا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کا ہے' اگر کسی وصال یافتہ بزرگ کے لیے کسی چیز کا نامزد کرنا موجب حرمت قرار دیا جائے تو معاذ اللہ وہ کنواں جو حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہوا' وہ حرام اور اس کا پانی نجس قرار پائے گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس صدقے کا ثواب کسی فوت شدہ کو پہنچانا مقصود ہو تو اس صدقہ کو اس شخصیت سے منسوب کرنا جائز ہے اور اہل علم پر یہ بات روشن ہے کہ اس نسبت سے مراد نسبت عبادت نہیں بلکہ ایصالِ ثواب کے حوالے سے نسبت کی جاتی ہے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو کنواں بنایا اور لوگوں کے لئے بطور صدقہ وقف کیا تو یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کا ثواب ان کی والدہ کے لئے ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے فتاویٰ ثنائیہ جلد اول کے صفحہ ۱۰۸ پر بھی حدیث کے الفاظ "ھذا لام سعد" کا معنی یہ کیا گیا ہے کہ "کنویں کا ثواب سعد کی ماں کے لئے۔

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۲'۵۳)

بزرگوں کے ایصالِ ثواب کی چیز پر لفظ نذر و نیاز کا اطلاق

بزرگوں کے نام پر جو جانور وغیرہ مشہور کئے جاتے ہیں اگر ان جانوروں پر اولیاء اللہ کے لئے نذر شرعی مانی جائے جو حقیقتاً عبادت ہے تو ناذر یعنی نذر دینے والا مرتد ہے' لیکن اس کے اس شرک کی وجہ سے وہ جانور حرام نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اسے بقصد تقرب لغیر اللہ ذبح نہ کرے' اور اگر اولیاء کی نذر محض نذر لغوی یا عرفی بمعنی ہدیہ تحفہ و نذرانہ ہو یا وصال یافتہ بزرگ کے لئے بقصد ایصالِ ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کر دیا اور نذر شرعی اللہ کے لئے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعثِ خیر و برکت ہے۔

نذر لغیر اللہ کا مدار ناذر کی نیت پر ہے' اگر ناذر نے تقرب لغیر اللہ کا قصد کیا ہے اور متصرف فی الامور اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی مخلوق کو مانا ہے تو یہ نذر کفر و شرک ہے اور اگر اس کا ارادہ تقرب الی اللہ ہے اور بزرگانِ دین کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو ایسی نذر اولیاء کے لئے قطعاً جائز ہے اور اس کا نذر ہونا مجازاً ہے کیونکہ نذر حقیقی اللہ کے لئے خاص ہے۔

جو لوگ نذر اولیاء کو شرک قرار دیتے ہیں' انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس نذر سے مراد نذر شرعی نہیں بلکہ اسے بر بنائے عرف نذر کہا جاتا ہے اور اس ایصالِ ثواب اور ہدیہ کو نذر کہنا شرعاً جائز ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''انفاس العارفین'' مین تحریر فرماتے ہیں!

''حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے' رات کا وقت تھا' اس جگہ فرمایا کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا' حضرت نے توقف فرمایا' یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہو گیا' ساتھی اکتا گئے' اس وقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شرینی کا طبق لئے ہوئے آئی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا اس وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی' وہ اسی وقت آیا تو میں نے اپنی نذر پوری کی۔

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۴)

(حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک بزرگوں کے ایصالِ ثواب کی چیز پر نذر اولیاء کا اطلاق جائز ہے)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتویٰ میں فرماتے ہیں!

"نذر اولیاء کہ جس کا بغرض حاجت روائی معمول ہے اور اس کا رسم و دستور ہو گیا ہے' اکثر فقہاء نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے' بلکہ ان فقہا نے یہ خیال کیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق جان کر اس کی نذر مانی جاتی ہے' اسی طرح عوام جہاں ارواح کو قادر مطلق مثل خدا سمجھتے ہیں اور ان ارواح کی نذر مانتے ہیں' اس لحاظ سے ان فقہا نے حکم دیا ہے کہ جو شخص ایسی نذر مانے وہ مرتد ہے' اور یہ کہا ہے کہ اگر نذر بالاستقلال کسی ولی کے واسطے ہو تو باطل ہے۔

اور اگر نذر خدا کے واسطے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس خیال سے ہو کہ مثلاً اس ولی کو ثواب رسانی کی جائے گی' یا اس ولی کی قبر کے خدام کے مصرف میں اس نذر کا مال آئے گا تو یہ نذر جائز ہے' اور حقیقت اس نذر کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلا دیا جائے یا مال بطور خیرات وغیرہ کے دیا جائے اور میت کی روح کو ثواب رسانی کی جائے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مثلاً صحیحین میں جو حال ام سعد وغیرہ کا مذکور ہے' اس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اور ایسی نذر لازم ہو جاتی ہے تو حاصل اس نذر کا یہی ہے کہ یہ نیت کی جائے کہ مثلاً کھانا کھلایا جائے گا یا اس قدر خیرات دی جائے گی اور اس کا ثواب فلاں ولی کی روح کو پہنچایا جائے گا' تو ذکر ولی کا صرف اس غرض سے ہوگا کہ یہ متعین ہو جائے کہ ثواب رسانی فلاں ولی کی روح کو کی جائے گی' اور یہ نیت نہ ہو کہ خاص وہ چیز اس ولی کے مصرف میں آئے گی' اور ایسا بھی لوگ کر لیتے ہیں کہ وہ نذر اس ولی کے متوسلین کے مصرف میں آئے گی' مثلاً اس ولی کے قرابت مند اور اس کی قبر کے خادم اور اس کے مریدین وغیرہ کے مصرف میں وہ مال آئے گا' اور بلاشبہ نذر ماننے والوں کو مقصود اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسی نذر کے بارہ میں حکم ہے کہ یہ نذر صحیح ہے' اس کو پورا کرنا واجب ہے' اس واسطے کہ شرع میں یہ قربت معتبرہ ہے' البتہ اگر اس ولی کو یہ سمجھے کہ یہ ولی بالاستقلال حل کنندہ مشکلات ہے' یا یہ عقیدہ رکھے

کہ اس کی سفارش سے نعوذ باللہ من ذالک ضرور اللہ تعالیٰ مجبور ہو کر حاجت روائی فرمائے گا' تو ایسی نذر میں البتہ شرک و فساد لازم ہے' مگر یہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز ہے' یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقاً نذر منع ہو جائے' بلکہ جائز نذر کی جو صورت اوپر مذکور ہوئی ہے اس طور کی نذر بلاشبہ صحیح ہے اور اس کو پورا کرنا واجب ہے۔

(فتاویٰ عزیزی مطبوعہ کراچی' ص ۱۶۰'۱۶۱)

(اصل حوالہ کا عکس دیکھیے صفحہ نمبر ۵۵'۵۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اہلسنّت کے امام اور تمام غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے استاد اور ان کے نزدیک حجت اور اتھارٹی ہیں' انصاف پسند کے لئے ان کا فتویٰ اور فیصلہ کافی ہے' مگر امت میں تفرقہ پیدا کرنے والے شاید ان کے روشن فیصلہ کو بھی نہ مانیں۔ کیونکہ یہ لوگ خدا پرستی کو چھوڑ کر اپنی انا' ضد اور خواہش پرستی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں' پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم توحید پرست ہیں' حالانکہ معاملہ اس کے الٹ ہے' جو عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں' ان لوگوں کی ضد اور ہٹ دھرمی صرف پیٹ پرستی اور فرقہ بندی کو قائم رکھنے کے لئے ہے' لیکن صحیح عقیدہ رکھنے والوں کو فرقہ بازی کا الزام دیتے ہیں' الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے' آج تو دھاندلی چل جائے گی مگر روز محشر تو جواب دہ ہوں گے جس دن کھوٹا کھرا الگ ہو جائے گا' یقیناً وہ انصاف کا دن ہے۔

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فیصلہ

حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمہ' بزرگوں کے لئے ایصالِ ثواب کی چیز پر نذر و نیاز کے اطلاق کے متعلق اپنے ''رسالہ نذر و بزرگان'' میں لکھتے ہیں!

''آنکہ لفظ نذر کہ آنجا مستعمل مے شود نہ بر معنی شرعی است کہ ایجاب غیر واجب است کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیازمی گویند۔''

ترجمہ: ''جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے شرعی معنی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے' اس لئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔''

(مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدین دہلوی مطبوعہ دہلی' صفحہ ۲۱)

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۷، ۵۸)

مولوی شاہ محمد اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

مولوی محمد اسماعیل دہلوی بھی فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کی چیزوں پر نذر و نیاز کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں، وہ اپنی مشہور کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھتے ہیں!

''پس در خوبی ایں قدر امراز امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔''

ترجمہ: رسوم میں فاتحہ پڑھنے، عرس کرنے، فوت شدگان کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک و شبہ نہیں۔ (صراط مستقیم، فارسی، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۵۵)

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۹، ۶۰)

اکابر علمائے دیوبند کے پیر و مرشد

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا عقیدہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ!

''جب مثنوی (مولانا روم) ختم ہوگئی، بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی، گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا، آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں، ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے، دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے۔''

(شمائم امدادیہ ملفوظات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صفحہ ۶۸)

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۶۱، ۶۲)

معترضین کو جب یہ حوالے دکھائے جاتے ہیں تو دیکھا گیا ہے کہ بالکل خاموش ہو جاتے ہیں اور چپ سادھ لیتے ہیں، جیسے سانپ سونگھ گیا ہو، اور ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے پھنسائے ہوئے بھولے بھالے کم علم اہلسنت کو ان حوالوں کا علم نہ ہو جائے، اگر کوئی

شخص یہ حوالے دکھا کر ان سے جواب پوچھتا ہے تو کہتے ہیں جناب ان کتابوں کو چھوڑ و قرآن و حدیث کی بات مانو' یہ جواب صرف وقت ٹالنے کے لئے ہوتا ہے' جن علماء کے حوالے دیے گئے' کیا یہ قرآن و حدیث کے علم سے جاہل تھے؟ کبھی کہتے ہیں کہ جناب یہ کتابیں اپنی طرف سے جعلی بنالی گئی ہیں' بے چارے بھولے بھالے لوگ ان کے دجل و فریب اور جھوٹی باتوں سے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ یہ قاری صاحب ہیں' حافظ صاحب ہیں' مولوی ہیں' مسجد کے خطیب ہیں' نمازی ہیں' حاجی ہیں' یہ کہاں جھوٹ بولتے ہوں گے' اور جن کو اللہ کریم نے ہدایت نصیب کرنی ہو اور ایمان بچانا ہو تو ان کی آنکھیں فوری کھل جاتی ہیں' اور وہ حیران بھی ہوتے ہیں کہ رہبری کے لباس میں رہزن بھی ہیں؟ حقیقت میں یہ اپنے پیٹ کی خدمت کر رہے ہیں' دین کی خدمت نہیں کر رہے۔

کبھی جواب میں یہ بھی کہہ دیتے کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان والوں کے شروع شروع میں یہ عقائد تھے' بعد میں انہوں نے اپنے عقائد درست کر لئے تھے۔

(عرس اور گیارھویں از مولوی عبداللہ روپڑی' مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور' ۳۴)

یہ بھی بہت بڑا جھوٹ ہے' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے عقائد و معمولات و ملفوظات پر مشتمل نایاب کتاب "القول الجلی فی ذکر آثار الولی" کا مخطوطہ حال ہی میں بھارت کے شہر کاکوری ضلع لکھنو سے دستیاب ہو گیا ہے' اس کے مصنف شاہ محمد عاشق پھلتی علیہ الرحمہ' شاہ ولی اللہ کے قریبی عزیز اور شاگرد ہیں اور یہ کتاب انہوں نے شاہ ولی اللہ کی حیات میں لکھ کر ان سے تصدیق کروائی' اس کتاب کا ذکر پرانی کتابوں میں آتا رہا' لیکن دستیاب نہیں تھی' اب اس کتاب کے مخطوطے کا عکس دہلی سے شائع ہو گیا ہے اور کاکوری ضلع لکھنو سے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے' پاکستان میں اس کا ترجمہ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور نے بھی شائع کر دیا ہے' اس کتاب کے شائع ہونے سے حضرت شاہ ولی اللہ کے عقائد کو غلط طور پر متعارف کرانے والوں کے جھوٹ کا بھانڈا عین چوراہے میں پھوٹ گیا ہے۔

آخرت سے بے خوف ان لوگوں نے حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کی

کتابوں میں تحریف بھی کر دی ہے اور جعلی کتابیں بھی ان کی طرف منسوب کر دی ہیں مثلاً "بلاغ المبین" اور "تحفۃ المواحدین" جیسی جعلی کتابیں لکھ کر حضرت شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کر دی ہیں، شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے ترجمہ میں تحریف کی ہے لیکن محققین نے ان کی خیانتوں کا پردہ چاک کر دیا ہے جس کی تفصیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب "انفاس العارفین" اردو ترجمہ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور کے مقدمہ اور القول الجلی اردو مطبوعہ لاہور کے مقدمہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

چند اعتراضات اور ان کے جوابات

شاید کسی کے ذہن میں یہ اعتراضات پیدا ہوں کہ جناب ایصالِ ثواب تو اسے کیا جاتا ہے جو حاجت مند ہو، غوث پاک تو متقی پرہیزگار تھے، لہٰذا ان کو ایصالِ ثواب کرنے کا کیا مطلب؟ اور پھر خصوصی طور پر حضور غوث پاک کو ہی ایصالِ ثواب کیوں کیا جاتا ہے، باقی اولیاء کرام کو کیوں نہیں کیا جاتا، ایصالِ ثواب کے لئے کھانے کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے اور کھانا سامنے کیوں رکھا جاتا ہے؟ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تو ثابت ہے لیکن قرآنی آیات پڑھنا کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنا آپ کی خدمت میں ہدیہ اور تحفہ کے طور پر ہوتا ہے، ایصالِ ثواب کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات مزید بلند فرماتا ہے، اہلسنّت حضور غوث پاک سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ تحائف دینے سے محبت بڑھتی ہے، حضور غوث پاک کو خصوصی ایصالِ ثواب اس لئے کیا جاتا ہے کہ آپ اولیاء کے سردار ہیں، باقی تمام اولیاء اللہ کو بھی ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اور یہ دعا میں یہ کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کریم ہم نے جو قرآن پڑھا اور یہ جو صدقہ خیرات ہے اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کو پہنچا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس کا ثواب تمام انبیاء علیہم السلام تمام صحابہ کرام، تمام صحابیات، تمام اہل بیت اطہار، تمام ازواج مطہرات، تمام تابعین، تمام تبع تابعین، تمام آئمہ مجتہدین، تمام محدثین، تمام اغواث، اقطاب، اولیاء، علماء، حفاظ، شہداء، جمیع

مومنین مومنات کی ارواح کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرما۔

کھانا کھلانا ثواب کا کام ہے' قرآن کریم میں بار بار خیرات و صدقات کا ذکر آیا' اس میں کوئی برائی نہیں' نفس خیرات کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے' ''وممارزقنهم ينفقون'' اور ہمارے دیے ہوئے رزق سے میری راہ میں خرچ کرتے ہیں' رہا یہ اعتراض کہ کھانا سامنے کیوں رکھا جاتا ہے؟ تو یہ ایک عجیب سا اعتراض ہے' کھانے سامنے رکھنے کی چیز ہے' پس پشت اس کا رکھنا کسی صاحب کو ثابت ہوا ہو تو وہ اس کی مخالفت کر سکتے ہیں' کھانے پر بسم اللہ کے علاوہ قرآن پڑھنا درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

واخرج ابو الحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ في اماليه وابن نجار عن عائشة ان رجلاً اتى النبي صلى الله عليه وسلم فشكا اليه ان مافي بيته ممحوق من البركة فقال اين انت من آيت الكرسي ما تليت على طعام ولا دام الا انما الله بركة ذالك الطعام ولادام۔'' (تفسیر در منثور از علامہ جلال الدین سیوطی' جلد ا' ص ۳۲۳)

ترجمہ: ابوالحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے امالی میں اور ابن نجار نے نقل کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے گھر میں بے برکتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو آیت الکرسی سے غافل ہے' کیونکہ جس کھانے اور سالن پر آیت الکرسی پڑھی جائے' اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر تلاوت قرآن مجید سے کھانا بابرکت ہو جاتا ہے اور یہ ایک جائز عمل ہے' تلاوت کرنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا' حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاویٰ عزیزی میں یہی لکھا ہے کہ جس کھانے پر فاتحہ وقل و درود پڑھا جائے وہ کھانا ترک ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ عزیزی کے صفحہ کا عکس صفحہ نمبر ۶۳۔

لفظ ''غوثِ اعظم'' اور اولیاء اللہ کے لئے رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر اعتراض کا جواب

کسی کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو سکتا ہے کہ آپ لوگ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث پاک یا غوثِ اعظم لکھتے ہیں' غوث کا معنی فریادرس ہے' یہ الفاظ اللہ کے سوا کسی اور کے لئے نہیں بولنے چاہئیں' دوسری بات یہ ہے کہ آپ ان کے نام کے آخر میں رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں' یہ الفاظ تو صحابہ کرام کے لئے بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ کیا ایسے الفاظ غیر صحابی کے لئے لکھنے جائز ہیں؟

جواب: حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی لئے لفظ غوث بولنا لکھنا اور آپ کے نام مبارک کے آخر میں رضی اللہ عنہ بولنا لکھانا دیوبندی مکتبہ فکر اور غیر مقلدین کی اکثر کتابوں میں غوثِ اعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے ملتے ہیں' ہم اس کا ثبوت دے سکتے ہیں' مگر مضمون طویل ہونے کے خوف سے صرف چند حوالے درج ذیل ہیں' رضی اللہ عنہ' کے الفاظ سے متعلق تفصیلی بحث راقم نے کتاب ''فضائل درود'' مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور کے آخر میں درج کر دی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الانتباہ فی سلاسل الاولیاء مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے۔

''غوث الفرد الجامع محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی''

صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے ''حضرت غوث''۔

صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے ''غوث الثقلین۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتاب ''ہمعات'' فارسی' مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے ''حضرت غوث جیلانی''۔

صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے ''حضرت غوث الاعظم''

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی تیسری کتاب ''انفاس العارفین''

فارسی مطبوعہ ملتان کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ''حضرت غوث الاعظم''

صفحہ ۲۵ پر دو مرتبہ ''حضرت غوث الاعظم'' لکھا

صفحہ ۳۸ پر تین مرتبہ ''حضرت غوث الاعظم'' لکھا

صفحہ ۴۳ پر ایک مرتبہ ''حضرت غوث الاعظم'' لکھا

صفحہ ۸۷ پر دو مرتبہ ''حضرت غوث الاعظم'' لکھا

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ملفوظات عزیزی'' مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۶۲ پر غوث الاعظم لکھا ہوا ہے۔

مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' فارسی مطبوعہ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور میں صفحہ ۵۶، صفحہ ۱۳۲، صفحہ ۱۴۷ پر ''غوث الاعظم'' اور صفحہ ۱۶۶ پر ''غوث الثقلین'' کے الفاظ لکھے ہیں۔ دنیا جہان کے تمام دیوبندی اور غیر مقلدین کے نزدیک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کا بڑا مقام ہے، اس لئے ہم نے زیادہ تر اسی خاندان کے حوالے دیئے ہیں، جن باتوں کی بنا پر یہ لوگ اہلسنّت پر فتوؤں کی بوچھاڑ کرتے ہیں اور اہلسنّت سے نفرت کرتے ہیں، وہی باتیں شاہ ولی اللہ خاندان سے ثابت ہیں، مگر مجال ہے کہ ان لوگوں نے کبھی ولی اللہ خاندان کے بارے میں زبان کھولی ہو۔ کیا یہی انصاف ہے اور کیا یہی دین اسلام ہے؟

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ کسی غیر صحابہ کے لئے نہیں کہنے چاہئیں، کیونکہ یہ الفاظ صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہیں۔

عرض ہے کہ غیر صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہیں جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب ''درمختار مع شامی جلد پنجم ص ۴۸۰'' میں ہے، (ترجمہ) یعنی صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کہنا مستحب ہے اور اس کا الٹ یعنی صحابہ کے لیے ''رحمۃ اللہ علیہ'' اور تابعین وغیرہ علماء و مشائخ کے لیے راجح مذہب پر ''رضی اللہ عنہ'' بھی جائز ہے، اسی طرح علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض'' جلد سوم صفحہ ۵۰۹ پر تحریر فرمایا ہے، (ترجمہ) یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے علاوہ آئمہ وغیرہ علماء و مشائخ کو غفران و رضا سے یاد کیا جائے تو غفر اللہ تعالیٰ اور رضی اللہ تعالیٰ کہا جائے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اشعۃ اللمعات'' جلد چہارم' صفحہ ۷۴۳ پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ لکھا ہے' حالانکہ وہ صحابی نہیں' علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی جلد اول میں امام اعظم ابوحنیفہ کو چھ جگہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے' امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۸۲ پر امام ابوحنیفہ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے' حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' جلد اول صفحہ ۳ پر امام اعظم ابوحنفیہ اور امام شافعی کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے' مسلم شریف کے شارح امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مقدمہ شرح مسلم'' صفحہ ۱۱ پر امام مسلم کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے' مشکوٰۃ شریف کے مصنف شیخ ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کے مقدمہ صفحہ ۱۱ پر علامہ ابومحمد حسن بن مسعود فراء بغوی کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ علمائے دیوبند نے بھی مولوی رشید احمد گنگوھی اور مولوی قاسم نانوتوی کے لیے رضی اللہ عنہ لکھا دیکھئے تذکرۃ الرشید مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور ص ۲۸۔

قرآن کریم سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ رضی اللہ عنہ کا لفظ صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں' سورۃ البینہ پارہ ۳۰ میں ہے ''یعنی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈریں'' مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے' جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں کہا کہ اس کی تفسیر دوسری آیات میں ہے کہ اللہ کے بندے علماء ہی کو خشیت الٰہی حاصل ہوتی ہے ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' ثابت ہوا کہ ''رضی اللہ عنہ'' صرف باعمل علماء و مشائخ کے لئے ہے' مگر یہ الفاظ بڑے موقر ہیں' اس لئے بہت سے لوگ انہیں صحابہ کرام ہی کے لئے خاص سمجھتے ہیں' لہٰذا انہیں ہر ایک کے لئے استعمال نہ کیا جائے بلکہ انہیں بڑے بڑے علماء و مشائخ کے لئے ہی استعمال کیا جائے' جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے کیا ہے۔

انہی الفاظ کو غیر صحابہ کے لئے جائز ہونے کے متعلق غیر مقلدین کے مشہور ہفت روزہ رسالہ ''الاعتصام'' لاہور کے ایک صفحہ کا عکس کتاب کے صفحہ نمبر ۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ